S. No	Subject	Paper Code/Name	Topic	Format	Name	Contact Details	Date	Link
1	ARABIC	M.A Arabic II semester Paper-203/CC-7	Modern Prose	PDF	Dr. Shabnam Fatma	Assistant Professor Department of Arabic M.M.H. A&P University, Patna Mob: 9546825253 E mail :- Shabnam gilani1@gmail.com	4/4/2020 to 14/4/2020	

Scanned with CamScanner

(1)

DR. SHABNAM FATMA
ASSISTANT PROFESSOR
DEPARTMENT OF ARABIC
M.M.H. A&P UNIVERSITY, PATNA
Mobile :- 9546825253
Email Id :- Shabnamgilani1@gmail.com

M.A ARABIC II - SEMESTER

PAPER-~~AR~~203 /CC - 7

MODERN PROSE

Lesson - 1

'ANNAZRAT' BY 'MANFALUTI'

Manfaluti 1876- 1924

AL-GHAD

مستقبل

مجھے اس بات کی واقفیت ہے کہ گذشتہ شب میں سوچ رہا تھا کہ آج کیا لکھوں گا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ابھی میں اپنی انگلیوں کے درمیان قلم لئے ہوا ہوں اور میرے سامنے سادہ کاغذات ہیں کہ جب بھی ان پر میرا قلم چلتا ہے تو وہ دھیرے دھیرے سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ لیکن مجھے اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ کیا یہ قلم اپنی حد اور اپنی منزل تک پہونچ سکیگا یا مقصود تک رسائی سے پہلے ہی اپنی نیب کے بل گر جائے گا۔ اور کیا میں اپنے اس مقالہ کو پورا کر سکوں گا یا اس کے دائرے

Scanned with CamScanner

2

میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی کیونکہ مستقبل کے حالات کی مجھے خبر نہیں اس لئے کہ مستقبل خدا کے ہاتھ اور قبضہ میں ہے۔

میں جان رہا ہوں کہ میں نے صبح میں اپنے کپڑے زیب تن کئے ہیں اور اس وقت تک اپنا لباس پہنے ہوا ہوں لیکن اس کا علم نہیں کہ کیا میں اپنے ہاتھ سے اسے اپنے جسم سے نکالوں گا یا موت کے بعد مجھے غسل دینے والے کا ہاتھ اسے جسم سے الگ کرے گا۔

مستقبل ایک سایہ مبہم ہے جو دور سے لوگوں کو نظر آتا ہے تو کبھی تو لوگ اسے مہربان بادشاہ کی شکل میں تصور کرتے ہیں اور کبھی شیطان رجیم سمجھنے لگتے ہیں بلکہ کبھی تو سیاہ بادل تصور کرتے ہیں جس کے اجزاء ٹھنڈی ہوا چلنے کی وجہ سے بکھر جاتے ہیں اور اس کے ذرات ادھر ادھر منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس طرح معدوم ہو جاتا ہے گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

مستقبل ایک وسیع بحر زخار ہے جس کے حباب اٹھتے رہتے ہیں اور جس کی موجیں شور مچاتی رہتی ہیں لیکن یہ کسی کو پتہ نہیں کہ اس کی گہرائی میں موتی و جواہرات پوشیدہ ہیں یا خطرناک موت۔

یقیناً مستقبل عقل و فہم کی رسائی سے ماوراء ہے۔ اور اس کی حقیقت نگاہوں سے اوجھل ہے چنانچہ اس لئے اگر ایک شخص اپنا قدم اپنے محل کے دروازہ سے باہر نکالنے کیلئے اٹھاتا ہے تو اسے اس حقیقت کا علم نہیں کہ وہ اپنا قدم محل کی چوکھٹ پر رکھے گا یا قبر کے گڑھے میں۔

مستقبل رازہائے سربستہ سے بھرا ہوا ایک سینہ ہے جس کے گرد
نگاہیں منڈلاتی رہتی ہیں عقل و فہم اسے بہت دھیرے دھیرے سمجھنے کی
کوشش کرتی ہے اور نظریں اس کی طرف دھیرے دھیرے اٹھتی ہیں
پھر بھی وہ اپنے ایک بھید کا بھی انکشاف نہیں کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ میں مستقبل میں ہوں لیکن وہ اپنی کمین گاہ میں چھپا ہوا ہے،
اپنے مرکز میں پیر پھیلا کر بیٹھا ہے۔ وسیع لباس میں لپٹا ہوا ہے وہ ہماری
تمناؤں اور آرزوؤں کی طرف مذاق و استہزاء کے انداز میں دیکھ رہا ہے۔
اور حقارت وذلت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ مسکرا رہا ہے گویا
وہ اپنے دل میں کہہ رہا ہے کہ اگر دولت و ثروت کو اکٹھا کرنے
والا اس حقیقت کو جان لے کہ اس کا فائدہ صرف وارثوں
کو ہوگا اسی طرح عمارت بنانے والے جان لیں کہ وہ تباہی و بربادی
کے لیے تعمیری کام کر رہا ہے اور ماں باپ کے سامنے یہ حقیقت
نمایاں ہو جائے کہ ان کے یہاں موت کا شکار ہونے کے لیے اولاد ہو رہی
ہے تو مال جمع کرنے والا مال نہ جمع کرے اور نہ عمارت بنانے والا کوئی
تعمیری کام کرے اور نہ ماں باپ اپنے ذریعہ اولاد پیدا کریں۔

انسان نے اس عالم کی ہر گھاٹی کو پامال کر لیا ہے، اس
نے زمین کے اندر سرنگ بھی بنا رکھے ہیں اور آسمان کی سیر بھی
کر لیا ہے، لوہے، تانبے کے تاروں کے ذریعہ مشرق و مغرب
کی دوری کو ختم کر دیا ہے پھر اپنے عقل کی پرواز سے عالم
بالا تک رسائی حاصل کر لیا ہے، کوکب و سیارہ میں رہا ہے،

ان سیاروں کے اتار چڑھاؤ ، ترقی ، سستی ، آباد و بنجر حالتوں نیز ان
کے ہر طرف و پاس کی جہاں بینی کی ہے اس کے علاوہ ستاروں کے حجم
اور شعاعوں کی مسافت کی واقفیت کے نئے پیمانے آلے بنالئے ہیں ،
کرۂ ارض کی اجمال اور تفصیلی پیمائش کر کے کچھ اوزان متعین کرلئے
ہیں ، اسی طرح سمندروں میں غوطہ زن ہو کر ان کی گہرائی کو جانا ، ان
کی مٹی کی تحقیقات میں لگے ، ان میں رہنے والی مخلوقات کو بھی چھان لیا ، ان کے
دفینوں کو ڈھونڈ کر نکالا ۔ ان کے پوشیدہ خزانوں پر غاصبانہ قبضہ کیا ۔
ان کے ہیرے جواہرات کو اپنایا ، پھر آثار قدیمہ کے پتھروں اور ملبوں
کی کھدائی کے ذریعہ گزشتہ صدیوں کی دنیا کو جانا اس میں رہنے
والے لوگوں کی حالت معلوم کی کہ وہ لوگ کس طرح زندگی گذارتے
تھے ، کہاں رہتے تھے کیا کھاتے اور پیتے تھے پھر حواس ظاہرہ کی دائرہ
سے حواس باطنہ تک رسائی حاصل کی اور نفوس ظاہرہ و باطنہ کو
جانا عقل و ادراک کے مراکز و مدارج پر دسترس حاصل کی یہاں
تک کہ حدیثِ دل اور آمد موت کی سرسراہٹ کی آواز کو سننے
کے قریب ہو گیا ، اسطرح انسان اپنی ذکاوت کے ذریعہ حجاب عالم
کو چاک کرنے میں کامیاب ہو گیا اور عالم کے ہر پہلو کی عقدہ کشائی
کرلی لیکن وہ مستقبل کے دروازوں کے سامنے عاجز و مجبور
ہو کر اوندھے منہ گر گیا اس کے کھولنے کی جرأت نہ کر سکا بلکہ
اسکو کھٹکھٹانے تک کی جسارت نہ کرسکا اس لئے کہ

وہ خدا کا دروازہ ہے اور اللہ اپنے غیب کی باتوں سے کسی کو مطلع نہیں کرتا ہے۔

اے غیب کے پردے میں لپٹے ہوئے سایے کیا تم سے اتنا ہو سکے گا کہ تم اپنے چہرے سے اس ~~پردہ~~ پردہ کو تھوڑا سا ہٹا دو تاکہ میں تمہارے ڈھکے ہوئے چہرے کا کوئی حصہ دیکھ سکوں نہیں تو کم سے کم ہم سے اتنے قریب ہو جاؤ کہ لٹکے ہوئے اس چلمن کے پیچھے تمہارے موجود رہنے کو میں سے تشفی حاصل کر لوں اس لئے کہ شوق ملاقات میں میرا دل اڑا جا رہا ہے اور تمہارے دید کے جذبے میرے جگر کو جلائے جا رہے ہیں۔

اے مستقبل یقیناً ہماری بڑی چھوٹی تمنائیں ہیں اور اچھی بری آرزوئیں ہیں تو کم از کم ہم سے اتنا تو بتا دو کہ ہماری آرزوؤں کا کیا حشر ہو رہا ہے اور ہماری تمناؤں کے ساتھ تو نے کیا کیا ہے۔ کیا تو نے انھیں ذلیل و پامال کر دیا ہے یا ان کی عزت افزائی کی امید ہے۔ اگر افشائے راز منظور نہیں تو پھر اپنا راز اپنے سینہ میں محفوظ رکھو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہو اور ہماری آرزوؤں اور تمناؤں کے بارے میں ایک حرف بھی نہ بولو تاکہ ہمارے جسم اور ہماری روح رنج و الم میں نہ پڑیں اس لئے ہم آرزوؤں کے سہارے ہی زندہ ہیں اگرچہ وہ جھوٹی ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اپنی تمناؤں کے بل پر ہی خوشی محسوس کیے ہوتے
ہیں اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہوں۔ انسان کی زندگی
آرزو ہی آرزو ہے۔ اگر وہی برباد ہو جائے تو زندگی
دوبھر ہو جائے۔

=